جاوید چودھری

ہاں، ہاں

یہ ۲۵ جنوری ۱۹۹۳ء کی سرد صبح تھی ۔ ۷ بج کر ۷ منٹ پر ورجینیا میں مکلین کی ۱۲۳ نمبر سڑک کے ایک سگنل پر ایک گاڑی رکی' اس میں سے درمیانے قد کا ایک خوبصورت نوجوان نکلا' اس کے ہاتھ میں چینی ساخت کی اے کے ۴۷ کلاشنکوف تھی ۔نوجوان نے اترتے ہیں فائر کھول دیا ۔اس کا ہدف سی آئی اے کے پانچ اہلکار تھے ۔تین اہلکار بچ گئے لیکن ۶۵ سالہ ڈاکٹر لاسنگ بینیٹ اور انجینئر فرینک ڈارمنٹ مارے گئے نوجوان فائرنگ کے بعد اطمینان سے فرار ہو گیا۔

یہ نوجوان ایمل کاسی تھا۔ایمل کاسی ۳ مارچ ۱۹۹۰ء کو امریکہ گیا۔سیاسی پناہ لی' سی آئی اے کے ایک اعلیٰ آفیسر کے بیٹے کرس مارسنی کوریئر کمپنی ''ایلسل'' میں ملازم ہوا۔یہ کمپنی سی آئی اے کے ہیڈ کوارٹر میں حساس دستاویز پہنچاتی تھی ۔ایمل یہ پیکٹ لے کر اکثر سی آئی اے جاتا تھا۔اسی آمدورفت کے دوران اس نے سی آئی اے پر حملے کا منصوبہ بنایا۔وہ بنیادی طور پر سی آئی اے کے ایک موجودہ اور سابق ڈائریکٹر کو نشانہ بنانا چاہتا تھا۔اس کا خیال تھا کہ ان دونوں نے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا۔یہ دونوں بچ گئے لیکن لاسنگ بینیٹ اور فرینک ڈارمنگ مارے گئے ۔ایمل اگلے روز پی آئی اے کی فلائیٹ سے پاکستان آ گیا۔امریکی پولیس نے اس کے فلیٹ پر چھاپہ مارا اور اس کے دوست زاہد میر سے کلاشنکوف برآمد کر لی۔کلاشنکوف پر ایمل کاسی کے فنگر پرنٹس موجود تھے۔ایمل مجرم ثابت ہو گیا۔امریکہ ایمل کو تلاش کرنے لگا۔کوئٹہ میں اس کے گھر کی نگرانی شروع ہو گئی ۔اس کے خاندان کے ٹیلی فون ٹیپ ہونے لگے ۔اس کے دوست احباب کا پیچھا کیا جانے لگا اس کی تصویریں پوری دنیا میں چھپوادی گئیں۔ اطلاع دینے والوں کے لیے بھاری انعام کا اعلان ہو گیا۔ امریکی جاسوس انتہائی جدید آلات کے ساتھ پاکستان آ گئے ،ایمل کی تلاش کے لیے سٹیلائٹ کی مدد لی جانے لگی۔ یوں ایمل آگے آگے تھا اور امریکی ایجنسیاں پیچھے پیچھے، اسے پکڑنے کے لیے امریکہ نے پاکستان میں ۱۳ آپریشن کئے اس کے گھر پر چھاپہ مارا گیا اس نے نواب آف بگٹی کے پاس پناہ لی تو آصف علی زرداری اور نصیر اللہ بابر کے ذریعے بگٹی پر دباؤ ڈالا گیا۔چمن اور سبی میں امریکی کمانڈوز نے دھاوا بولا ،افغان بارڈر پر ایک سردار کے ڈیرے کو گھیرے میں لیا گیا وہ قابو نہ آیا لیکن ۱۵ جون ۱۹۹۷ء کو جب وہ ڈیرہ غازی خان کے شالیمار ہوٹل کے کمرہ نمبر ۳۱۲ میں سیف اللہ کے نام سے ٹھہرا ہوا تھا۔تو صبح چار بجے امریکہ نے اسے پاکستانی کمانڈوز کی مدد سے گرفتار کر لیا۔ کاسی کے مخبر کو ۳۵ لاکھ ڈالر دے دیئے گئے ۔ وہ ورجینیا پہنچ گیا جہاں فیئر فیکس کی عدالت میں اس کے خلاف مقدمہ چلا اسے سزائے موت سنادی گئی یوں ۱۴ نومبر ۲۰۰۲ء کو امریکی وقت کے مطابق رات نو بجے ایمل کو زہریلا انجکشن لگا دیا گیا ،ایمل کاسی اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔

یہ ہے ایمل کاسی کی کہانی۔ اس کہانی سے تین چیزیں سامنے آتی ہیں۔ اول امریکہ نے اپنے دو شہریوں کی موت کا بدلہ لینے کے لیے زمین آسمان ایک کر دیا۔ کروڑوں روپے لگائے، مسلسل ساڑھے چار سال تک کاسی کا پیچھا کیا، اپنا سارا سفارتی عسکری اور معاشی دباؤ استعمال کیا اور قانونی اور غیر قانونی طریقے سے ایمل کو اٹھا لے گئے۔ دوم امریکہ کی نظر میں بحیثیت ایک آزاد ملک پاکستان کی کوئی اہمیت، کوئی حیثیت نہیں اور پاکستان کے حکمران قانون اور آئین سے بالاتر ہیں جب امریکہ کو ایمل کی شالیمار ہوٹل میں موجودگی کی اطلاع ملی تو میڈلین البرائٹ نے نواز شریف کو فون کیا۔ نواز شریف ترکی کے دورے پر تھے، نواز شریف نے پاکستان میں اپنے ایک وزیر کو امریکی کمانڈوز سے تعاون کا حکم دیا، حکم کی تعمیل ہوئی اور ایمل کو قانونی تقاضے پورے کئے بغیر امریکہ کے حوالے کر دیا گیا۔ اور سوم عالم اسلام ایک شدید بے حسی کا شکار ہے۔ امریکہ نے ایمل کاسی کو عین رمضان میں سزائے موت دی۔ اس وقت دنیا میں ۶۱ اسلامی ممالک ہیں۔ امریکہ کے اندر ۸۰ لاکھ مسلمان ہیں۔ امریکہ میں مسلمانوں کی ۴۲۶ رجسٹرڈ تنظیمیں ۱۶۵ مدرسے ۸۴۳ اسلامی مراکز اور ۸۹ اشاعتی ادارے ہیں لیکن کسی اسلامی ادارے نے امریکہ کے اندر احتجاج کیا اور نہ ہی کسی مسلم ملک نے امریکہ کے باہر، اس کے برعکس امریکہ کی ۴۲ تنظیموں نے کاسی کی سزائے موت رکوانے کے لیے اپیلیں بھی کیں اور احتجاج بھی۔ ان میں ایمنسٹی انٹرنیشنل، دی نیشن ڈاٹ کام، رچمنڈ مرکز برائے تعلیم و امن اور قومی اتحاد جیسے ادارے زیادہ نمایاں ہیں۔ ۱۴ نومبر کو جب ایمل کو موت کا انجکشن لگایا جا رہا تھا تو اس وقت بھی ۱۸۵ امریکی شہری جیل کے باہر احتجاج کر رہے تھے، ان لوگوں نے ہاتھوں میں موم بتیاں اور پھول اٹھا رکھے تھے، دلچسپ بات ملاحظہ کیجئے پاکستان سمیت ۶۱ اسلامی ممالک میں سے کسی ملک کو اتنی توفیق بھی نہیں ہوئی کہ وہ کم از کم رمضان کے مقدس مہینے میں ہی یہ سزا مؤخر کرنے کی درخواست کر دے یہ ''سعادت'' بھی امریکہ کی تین عیسائی تنظیموں ہی کو حاصل ہوئی۔

یہ درست ہے مجرم، مجرم ہوتے ہیں مجرموں کو سزا بھی ہونی چاہیے لیکن کیا مجرم ہونے کے بعد شہریت ختم ہو جاتی ہے، مجرم کا مذہب تبدیل ہو جاتا ہے۔ نہیں ہوتا، دنیا بھر کے سفارتکار غیر ملکی جیلوں میں بند اپنے مجرموں سے ملتے ہیں ان کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں کرسمس ہو، دیوالی ہو یا عید یہ سفارتی نمائندے غیر ملکی جیلوں میں بند اپنے مجرموں سے ملاقات کرتے ہیں تہوار کے مطابق ان ممالک سے ان مجرموں کے لیے رعایت بھی لیتے ہیں لیکن ہمارے اندر تو اتنی اخلاقی جرأت بھی نہیں، مجھے یقین ہے اگر پاکستان یا او آئی سی امریکہ سے یہ سزا ۲۵ دن تک مؤخر کرنے کی درخواست کرتی تو کاسی کو یہ تیس روزے رکھنے کی مہلت مل سکتی تھی لیکن ایسا نہ ہوا؟ میرے ایک دوست کا کہنا ہے امریکہ نے کاسی کو جان بوجھ کر رمضان میں سزائے موت دی وہ اس نعش کے ذریعے عالم اسلام کو اس کی اوقات سمجھانا چاہتا تھا وہ ان ۶۱ اسلامی ممالک کو بتانا چاہتا تھا تم میں تو اتنی بھی جرأت نہیں کہ تم اپنے مقدس مہینے کا تقدس ہی بچا سکو، ان ایک ارب ۴۵ کروڑ مسلمانوں سے تو وہ بھیڑیں اچھی ہیں جو قصائی کو اپنی بہن کی گردن پر چھری پھیرتے دیکھ کر کم از کم باں، باں تو کرتی ہیں۔ ذرا سوچئے کیا ہم اس بے حسی اور اخلاقی جرأت کے اس معیار کے ساتھ دنیا میں مسلمانوں کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ نشاۃ ثانیہ کے خواب دیکھ سکتے ہیں؟

(بشکریہ: ''جنگ'' ۱۹ نومبر ۲۰۰۲ء)